نماز جیسی عظیم عبادت کو مرزا قادیانی نے ہیرا ہیرا منڈی کا کوٹھا بنا کر رکھ دیا ہے

قادیانی نماز کا خشوع و خضوع

مصنف: مفتی مبشر شاہ

بے حیائی

بے حیائی

تمسخر

تمسخر



قادیانی عبادات نماز، روزہ، حج، زکوۃ پر مفصل تحریر

قادیانی نماز کا خشوع و خضوع

مفتی مبشر شاہ

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ

 +923247448814

نماز کی توہین اور قادیانیت کا اصل چہرہ

دین اسلام کی بنیاد جن ارکان پر رکھی گئی ہے، ان میں ”نماز“ کو ایک مرکزی اور کلیدی مقام حاصل ہے۔ نماز محض چند حرکات وسکنات کا مجموعہ نہیں، بلکہ یہ خالق اور مخلوق کے درمیان ایک ایسا پاکیزہ رشتہ ہے جو بندے کو معراجِ روحانیت تک لے جاتا ہے۔ قرآن وسنت نے اس عبادت کے آداب، اس کی پاکیزگی اور اس کے خشوع وخضوع کو جس اسلوب میں بیان کیا ہے، وہ انسانی قلب وروح کے لیے سراسر نور ہے۔ لیکن جب ہم قادیانیت کے نام نہاد مسیح ومہدی مرزا غلام قادیانی کی تحریروں کا مطالعہ کرتے ہیں، تو ہمیں وہاں روحانیت کے بجائے غلاظت، اور تقدس کے بجائے تمسخر کا ایک بھیانک منظر نامہ نظر آتا ہے۔

زیرِ نظر رسالہ ”قادیانی نماز کا خشوع وخضوع“ دراصل اس تلخ حقیقت کو بے نقاب کرنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش ہے کہ جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، اس کے تخیل میں عبادت کا تصور کس قدر پست اور فحش تھا۔ مرزا قادیانی نے نماز جیسی عظیم عبادت کو سمجھانے کے لیے جس طرح کے بازاری استعاروں، جنسی اصطلاحات اور بیہودہ تمثیلات کا سہارا لیا ہے، وہ کسی بھی صاحبِ ایمان تو کیا، کسی بھی شریف النفس انسان کے لیے ناقابل برداشت ہے۔

اس رسالے میں آپ ملاحظہ کریں گے کہ:

مرزا قادیانی نے کس طرح اللہ کے حضور کی جانے والی گریہ وزاری اور عاجزی (خشوع) کو نطفہ اور انزال کے پیمانے سے ناپا۔

اس نے کس طرح ذکرِ الٰہی کے روحانی سرور کا موازنہ رنڈی بازی اور حرام کاری کی لذت سے کرکے شعائرِ اسلام کا تمسخر اڑایا۔

اس نے کس طرح اللہ رب العزت کی صفتِ رحیمیت کو رحمِ مادر کی مادی کشش کے مماثل قرار دے کر توہین باری تعالیٰ کا ارتکاب کیا۔

قادیانیوں کے خودساختہ سلطان القلم مرزا قادیانی کی تحریریں، جنہیں اس کے پیروکار معرفت کے خزانے قرار دیتے ہیں، درحقیقت ایک ایسے بیمار ذہن کی عکاس ہیں جس کے اعصاب پر ہر وقت جنسی ہیجان سوار رہتا تھا۔ یہ رسالہ ثابت کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک روحانیت کا کوئی مستقل وجود نہ تھا، بلکہ وہ ہر پاکیزہ چیز کو غلاظت کے ڈھیر میں تلاش کرنے کا عادی تھا۔

رسالے کے آخری حصے میں مرزا قادیانی کی اپنی عملی حالت کو بھی پیش کیا گیا ہے، جس سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ جس شخص کی زبان اور قلم نے عمر بھر عبادات کا تمسخر اڑایا، قدرت نے اسے آخری وقت میں نماز جیسی بنیادی نعمت سے بھی محروم کر دیا۔ سکراتِ موت کے عالم میں ادھوری نمازیں اور بار بار کی غشی اس کذب کی گواہی دے رہی ہیں جو قادیانیت کی بنیادوں میں شامل ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ یہ تحقیقی کاوش حق کے متلاشیوں کے لیے آنکھیں کھولنے کا ذریعہ بنے گی اور قادیانیت کے اس لبادے کو چاک کرے گی جس کے پیچھے صرف اور صرف الحاد، بے دینی اور اخلاقی پستی چھپی ہوئی ہے۔

خادمِ ختمِ نبوت: مفتی مبشر شاہ

قادیانی نماز کا خشوع وخضوع

وہ باوجود اپنے طور کے وجد اور رقص اور اشعار خوانی اور سرود وغیرہ کے رحیم خدا کے تعلق سے سخت بے نصیب ہوتے ہیں اور اُس نطفہ کی طرح ہوتے ہیں جو آتشک کی بیماری یا جذام کے عارضہ سے جل جائے اور اس قابل نہ رہے کہ رحم اس سے تعلق پکڑ سکے پس رحم اور رحیم کا تعلق یا عدم تعلق ایک ہی بنا پر ہے صرف روحانی اور جسمانی عوارض کا فرق ہے۔ اور جیسا کہ نطفہ بعض اپنے ذاتی عوارض کی رُو سے اس لائق نہیں رہتا کہ رحم اس سے تعلق پکڑ سکے اور اس کو اپنی طرف کھینچ سکے ایسا ہی حالت خشوع جو نطفہ کے درجہ پر ہے بعض اپنے عوارض ذاتیہ کیوجہ سے جیسے تکبر اور عجب اور ریا یا اور کسی قسم کی ضلالت کی وجہ سے یا شرک سے اس لائق نہیں رہتی کہ رحیم خدا اس سے تعلق پکڑ سکے پس نطفہ کی طرح تمام فضیلت روحانی وجود کے اوّل مرتبہ کی جو حالت خشوع ہے رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے جیسا کہ تمام فضیلت نطفہ کی رحم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے پس اگر اس حالت خشوع کو اس رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق نہیں اور نہ حقیقی تعلق پیدا ہوسکتا ہے تو وہ حالت اس گندے نطفہ کی طرح ہے جس کو رحم کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا نہیں ہوسکتا اور یاد رکھنا چاہیے کہ نماز اور یاد الٰہی میں جو کبھی انسان کو حالت خشوع میسر آتی ہے اور وجد اور

ذوق پیدا ہو جاتا ہے یا لذت محسوس ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذت بھی محسوس ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اُس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے بلکہ تعلق کے لئے علیحدہ آثار اور علامات ہیں۔ پس یاد الٰہی میں ذوق شوق جس کو دوسرے لفظوں میں حالت خشوع کہتے ہیں نطفہ کی اُس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک صورت انزال پکڑ کر اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ وہ جسمانی عالم میں ایک کمال لذت کا وقت ہوتا ہے لیکن تاہم فقط اُس قطرہ منی کا اندر گرنا اس بات کو مستلزم نہیں کہ رحم سے اُس نطفہ کا تعلق بھی ہو جائے اور وہ رحم کی طرف کھینچا جائے۔ پس ایسا ہی روحانی ذوق شوق اور حالت خشوع اس بات کو مستلزم نہیں کہ رحیم خدا سے ایسے شخص کا تعلق ہو جائے اور اس کی طرف کھینچا جائے۔ بلکہ جیسا کہ نطفہ بھی حرامکاری کے طور پر کسی رنڈی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی وہی لذت نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ۔ پس ایسا ہی بت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع وخضوع اور حالت ذوق اور شوق رنڈی بازوں سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور اُن لوگوں کا جو محض اغراض دنیویہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے جو حرامکار عورتوں کے اندام نہانی میں جا کر باعث لذت ہوتا ہے۔ بہرحال جیسا کہ نطفہ میں تعلق پکڑنے کی

استعداد ہے حالت خشوع میں بھی تعلق پکڑنے کی استعداد ہے مگر صرف حالت خشوع اور رقت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی صورت میں جو اس روحانی صورت کے مقابل پر ہی مشاہدہ ظاہر کر رہا ہے اگر کوئی شخص اپنی بیوی۔ سے صحبت کرے اور منی عورت کے لے اندام اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو اس فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت اس بات پر دلالت نہیں کرے گی کہ حمل ضرور ہو گیا ہے۔ پس ایسا ہی خشوع اور سوز وگداز کی حالت گو وہ کیسی ہی لذت اور سرور کے ساتھ ہو خدا اسے سے تعلق تو پکڑنے کے لئے کوئی لازمی علامت نہیں کئے۔

(روحانی خزائن جلد 21، ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ 192، 193)

عبادت کے لیے فحش تمثیلات

مرزا قادیانی کی تحریروں کا جب ہم تحقیقی مطالعہ کرتے ہیں تو ایک ایسا تاریک پہلو سامنے آتا ہے جو کسی بھی سلیم الفطرت انسان کے لیے باعثِ کراہت ہے۔ دنیا بھر کے مذاہب اور تہذیبوں میں عبادت ایک ایسا مقدس عمل ہے جس کے لیے نہایت پاکیزہ، اعلیٰ اور لطیف زبان استعمال کی جاتی ہے، لیکن مرزا قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ کے ضمیمہ میں اس مقدس روحانی کیفیت کو بیان کرنے کے لیے جس طرح کی بازاری، فحش اور گندی تمثیلات کا سہارا لیا ہے وہ اس کی ذہنی پستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مرزا قادیانی نے نماز کے اصل جوہر یعنی "خشوع وخضوع" کو سمجھانے کے لیے انسانی جسم کے جنسی اعضاء اور فعل مباشرت کی غلیظ مثالیں دے کر روحانیت کا چہرہ مسخ کر دیا ہے۔

ایک طرف اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے اور اللہ کے سامنے جھکنے کا

نام خشوع ہے، مگر دوسری طرف مرزا قادیانی اس روحانی کیفیت کو نطفے، انزال، شہوت اور اندامِ نہانی جیسے الفاظ کے گرد گھما کر پیش کرتا ہے۔ مرزا قادیانی کی یہ ذہنیت محض ایک مثال نہیں بلکہ اس کے باطن کی گندگی کا اظہار ہے کہ اس کے نزدیک خدا سے تعلق کی مثال وہی ہے جو ایک مرد کا عورت سے جنسی تعلق ہوتا ہے۔ وہ نماز میں حاصل ہونے والی روحانی لذت کو عین اسی لذت کے برابر قرار دیتا ہے جو ایک انسان کو جنسی ملاپ کے وقت حاصل ہوتی ہے بلکہ یہاں تک گر جاتا ہے کہ اس لذت کو رنڈی بازوں اور حرام کاروں کی لذت سے تشبیہ دینے لگتا ہے۔

مرزا قادیانی کا یہ اندازِ بیاں کسی صوفی یا مذہبی مصلح کا نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کا معلوم ہوتا ہے جس کے اعصاب پر جنسی ہیجان سوار ہو اور جسے کائنات کی ہر پاکیزہ چیز میں صرف غلاظت ہی نظر آتی ہو۔ کیا ایک نبی یا مامور من اللہ کہلانے والے شخص کے شایانِ شان یہ ہے کہ وہ خدا کے حضور گریہ وزاری کو نطفہ قرار دے اور انسانی رحم کے ساتھ اس کے تعلق کی بحث چھیڑ دے؟ مرزا قادیانی کی ان فحش تمثیلات نے ثابت کر دیا ہے کہ اس کا مقصد دین کی اصلاح نہیں بلکہ دین اسلام کی پاکیزہ اصطلاحات کو گندی اور اخلاق باختہ مثالوں کے ذریعے بدنام کرنا تھا۔

عقل حیران ہے کہ وہ شخص جو مسیح اور مہدی ہونے کا دعویدار تھا وہ نماز جیسے اہم رکن کو بیان کرتے ہوئے اندامِ نہانی اور انزال جیسے الفاظ استعمال کرتے ہوئے ذرہ برابر شرم محسوس نہیں کرتا۔ یہ درحقیقت قادیانیت کے اس کفر اور تمسخر کا حصہ ہے جس کے تحت انہوں نے اسلامی عبادات کے تقدس کو پامال کیا۔ مرزا قادیانی نے ان گھٹیا مثالوں کے ذریعے ثابت کیا کہ اس کا تخیل کتنا گندہ اور اس کی فکر کتنی پست تھی کہ وہ ایک نمازی کے خشوع کو ایک بدکار کی شہوت رانی کے پیمانے سے ناپ رہا ہے۔ ایسی فحش زبان کا استعمال وہی شخص کر سکتا

ہے جس کا تعلق روحانیت کے بجائے شیطانیت سے ہو اور جس کے قلم سے نکلنے والے الفاظ اس کے بیمار ذہن کے عکاس ہوں۔

خشوع اور جنسی لذت کا موازنہ

مرزا قادیانی کی تحریروں میں جا بجا ایسی فکری کج روی ملتی ہے جو انسانی عقل اور مذہبی وقار کے بالکل منافی ہے۔خشوع جو کہ روح کی ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جس میں بندہ اپنے خالق کے سامنے عاجزی،تذلل اور حضوریِ قلب کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے،مرزا قادیانی نے اس نہایت پاکیزہ روحانی تجربے کا موازنہ انسانی جسم کی حیوانی اور جنسی لذت کے ساتھ کر کے ایک بھیانک نظریاتی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ نماز میں حاصل ہونے والا ذوق وشوق اور لذت بالکل اسی طرح ہے جیسے ایک شخص کو انزال کے وقت جسمانی لذت محسوس ہوتی ہے،اس کی بیمار ذہنی کیفیت کو پوری طرح بے نقاب کر دیتا ہے۔

ایک طرف تو وہ خشوع کو نطفہ قرار دیتا ہے اور دوسری طرف اس سے پیدا ہونے والی قلبی کیفیت کو جسمانی عالم کی کمال لذت یعنی جنسی تسکین کے مترادف ٹھہراتا ہے۔مرزا قادیانی نے اس موازنے میں تمام اخلاقی حدود کو عبور کرتے ہوئے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح ایک شخص انزال کے وقت کمال لذت محسوس کرتا ہے مگر وہ لذت اس بات کی دلیل نہیں ہوتی کہ حمل ٹھہر جائے،بالکل اسی طرح نماز میں آنے والا رونا،سوز اور گداز اس بات کی دلیل نہیں کہ خدا سے تعلق پیدا ہو گیا ہے۔اس تشبیہ کے ذریعے مرزا قادیانی نے نہ صرف نماز کے تقدس کو پامال کیا بلکہ ایک نمازی کی روحانی کیفیات کو ایک شہوت پرست انسان کی جسمانی تسکین کے پلڑے میں لا کھڑا کیا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ ایک سچا مومن جب اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے تو اس کی لذت کا تعلق قربِ الٰہی اور روح کی بالیدگی سے ہوتا ہے،لیکن مرزا قادیانی کے نزدیک یہ

سب کچھ محض ایک مادی اور حیاتیاتی عمل کی مانند ہے۔ اس نے روحانیت کو گوشت پوست کے تقاضوں اور جنسی اخراج کے غلیظ تصورات میں مقید کر دیا۔ مرزا قادیانی کا یہ فلسفہ کہ نماز کا ذوق اور انزال کی لذت ایک ہی نوعیت کے ہیں، درحقیقت دین اسلام کی بلند پایہ اخلاقیات پر ایک کاری ضرب ہے۔ اس طرح کے گھٹیا موازنے وہی شخص کر سکتا ہے جس کی سوچ کا محور صرف اور صرف سفلی جذبات ہوں اور جسے کائنات کے اعلیٰ ترین روحانی حقائق کو سمجھنے کے لیے بھی غلاظت کے ڈھیر سے مثالیں تلاش کرنی پڑیں۔

مرزا قادیانی نے اس موازنے کے ذریعے یہ تاثر دیا کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں جو رقت اور سوز پیدا ہوتا ہے، وہ محض ایک کیمیائی یا جسمانی ردِعمل ہے جس کی حیثیت ایک قطرہِ منی سے زیادہ کچھ نہیں۔ یہ توہین آمیز رویہ نہ صرف نماز کی بے حرمتی ہے بلکہ اس خالق کائنات کی بھی توہین ہے جس نے نماز کو اپنی ملاقات کا ذریعہ بنایا۔ مرزا قادیانی کی یہ تحریریں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ وہ روحانیت کے نام پر محض ایک جنسی جنون اور فحش خیالات کی ترویج کر رہا تھا، جس کا مقصد سادہ لوح مسلمانوں کو الجھانا اور عبادات کے حقیقی تصور سے دور کر کے انہیں ایک غلیظ ذہنی دلدل میں دھکیلنا تھا۔

تذکرہِ زنا اور حالتِ نماز

مرزا قادیانی کی تحریروں میں اخلاقی گراوٹ اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ مقدس ترین عبادات کا ذکر کرتے ہوئے بھی زنا اور بدکاری کے تذکرے سے باز نہیں آتا۔ نماز جو کہ منکرات اور فحش کاموں سے روکنے کا ذریعہ ہے، مرزا قادیانی نے اسی نماز کے تذکرے میں زنا کی مثالیں دے کر ایک ایسا تضاد پیدا کر دیا ہے جو کسی بھی سلیم الفطرت انسان کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ اس نے نماز کے دوران حاصل ہونے والے روحانی ذوق اور شوق کو سمجھانے کے لیے حرام کاری اور زنا کے فعل کو بطورِ پیمانہ استعمال کیا، جو اس کی انتہا درجے

کی بدتہذیبی اور گندی ذہنیت کا عکاس ہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ جس طرح ایک شخص کو اپنی بیوی سے تعلق قائم کرنے میں لذت ملتی ہے، وہی لذت ایک حرام کار کو کسی رنڈی کے ساتھ زنا کرنے میں بھی حاصل ہوتی ہے۔اس انتہائی غلیظ مثال کو وہ نماز کی حالت پر چسپاں کرتے ہوئے کہتا ہے کہ نماز میں حاصل ہونے والا ذوق وشوق بھی اسی طرح ہے، یعنی یہ ضروری نہیں کہ وہ خدا کی طرف سے ہو، بلکہ وہ کسی مشرک یا دنیادار کو بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ایک طرف اللہ کا گھر اور سجدہ گاہ ہے اور دوسری طرف مرزا قادیانی کا ذہن زنا خانوں اور رنڈی بازی کی مثالوں میں بھٹک رہا ہے۔ کیا ایک مصلح کا قلم اتنا بے لگام ہوسکتا ہے کہ وہ رب کے حضور جھکنے والے بندے کی کیفیت کو ایک زانی کی شہوت رانی سے تشبیہ دے؟

مرزا قادیانی کی یہ بدتمیزی صرف الفاظ تک محدود نہیں بلکہ یہ شعائرِ اسلام کی توہین ہے۔نماز میں خشوع پیدا کرنا اللہ کی رضا کا حصول ہے، مگر مرزا قادیانی نے اسے ایک ایسا حیاتیاتی عمل بنا دیا جس میں پاکیزگی اور ناپاکی کی تمیز ہی ختم کر دی۔اس کے نزدیک ایک سچے عابد کا خشوع اور ایک بدکار کا زنا، لذت کے اعتبار سے ایک ہی سطح پر کھڑے ہیں۔ یہ موازنہ پیش کر کے مرزا قادیانی نے درحقیقت ان تمام لوگوں کی تذلیل کی ہے جو صدقِ دل سے نماز ادا کرتے ہیں۔وہ نماز کی چاشنی کو ایک گناہِ کبیرہ کی لذت کے برابر قرار دے کر نمازیوں کے قلوب کو پراگندہ کرنے کی ناپاک کوشش کرتا ہے۔

اس تحریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا تخیل کتنا پراگندہ اور جنسی آلودگی سے بھرا ہوا تھا۔ایک طرف وہ روحانیت کا لبادہ اوڑھتا ہے اور دوسری طرف اس کی زبان سے نکلنے والے رنڈی اور حرام کاری جیسے الفاظ اس کے باطنی فساد کی گواہی دیتے ہیں۔کسی بھی مذہب میں عبادت کے موازنے کے لیے زنا کا تذکرہ نہیں ملتا، مگر مرزا قادیانی نے اس

قبیح حرکت کے ذریعے ثابت کر دیا کہ اس کا مقصد لوگوں کی اخلاقی تربیت نہیں بلکہ ان کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانا اور اسلامی عبادات کے گرد غلاظت کا ہالہ بنانا تھا۔ اس کی یہ سوچ نہ صرف مضحکہ خیز ہے بلکہ صریحاً کفر اور ارتداد کی وہ حد ہے جہاں پہنچ کر انسان انسانیت اور شرافت کے لبادے سے مکمل طور پر عاری ہو جاتا ہے۔

نطفہ اور رحم کی بیہودہ مثال

مرزا قادیانی کی تحریروں کا سب سے تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ وہ باریک اور لطیف روحانی حقائق کو بیان کرنے کے لیے انسانی جسم کے غلیظ ترین اخراجات اور تولیدی عمل کی ایسی بیہودہ مثالیں دیتا ہے جنہیں پڑھ کر ایک عام انسان کا سر بھی شرم سے جھک جاتا ہے۔ نکتۂ نظر یہ ہے کہ نماز میں بندے کا خدا سے جو تعلق ہوتا ہے، مرزا قادیانی نے اسے نطفہ اور رحمِ مادر کی مادی اور جسمانی کشش کے ترازو میں تولا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جس طرح ایک نطفہ اگر بیماری کی وجہ سے جل جائے تو وہ رحمِ مادر سے تعلق پکڑنے کے لائق نہیں رہتا، بالکل اسی طرح اگر نماز میں خشوع ہو مگر اس میں تکبر یا ریاکاری ہو، تو وہ اس گندے نطفے کی مانند ہے جو رحم کی طرف نہیں کھینچا جاتا۔

مرزا قادیانی کی اس تشبیہ میں سب سے بڑی بیہودگی یہ ہے کہ اس نے اللہ رب العزت کی ذاتِ اقدس (رحیمیت) کو معاذ اللہ ایک رحم (Uterus) سے تشبیہ دی ہے اور بندے کی عاجزی و خشوع کو نطفہ (Sperm) قرار دیا ہے۔ ایک طرف خالق کائنات کی عظمت ہے اور دوسری طرف مرزا قادیانی کا یہ گھٹیا فلسفہ کہ وہ خدا اور بندے کے درمیان تعلق کو ایک حیاتیاتی اور جنسی ملاپ کے طور پر دیکھ رہا ہے۔ اس طرح کی مثالیں نہ صرف ذوقِ سلیم پر گراں گزرتی ہیں بلکہ یہ صریحاً الحاد اور بے دینی کی علامت ہیں، کیونکہ یہاں خالق اور مخلوق کے مقدس رشتے کو مادیت اور غلاظت کے لبادے میں چھپا دیا گیا ہے۔

مرزا قادیانی کا یہ بیانیہ کہ رحم اور رحیم کا تعلق ایک ہی بنا پر ہے، اس بات کا ثبوت ہے کہ اسے الفاظ کے چناؤ اور ان کے تقدس کا ذرہ برابر بھی پاس نہیں تھا۔ وہ روحانی دنیا کے اعلیٰ مقامات کو سمجھانے کے لیے بار بار انسانی شرمگاہوں، نطفوں اور ان کی بیماریوں (آتشک اور جذام) کا ذکر کرتا ہے، جیسے کہ وہ کوئی مذہبی پیشوا نہیں بلکہ کسی گندے دواخانے کا اشتہاری معالج ہو۔ کیا ایک الہامی کتاب یا ایک دعویدارِ وحی کے قلم سے ایسی زبان نکلنا ممکن ہے؟ ہرگز نہیں، کیونکہ نورانی کلام دلوں کو پاک کرتا ہے جبکہ مرزا قادیانی کی یہ تحریریں انسانی ذہن میں صرف غلیظ جنسی تصورات ہی پیدا کرتی ہیں۔

اس بیہودہ مثال کے ذریعے مرزا قادیانی نے نماز کی روحانیت کو نطفہ کے درجہ پر گرا دیا۔ وہ نماز کے خشوع کو ایک مادی مادہ قرار دیتا ہے جو کبھی رحم سے تعلق پکڑتا ہے اور کبھی ضائع ہو جاتا ہے۔ اس غلیظ منطق نے عبادت کے تصور کو مٹی میں ملا دیا ہے۔ مرزا قادیانی کی یہ سوچ کہ روحانی تعلق کو سمجھانے کے لیے نطفے اور رحم کی بحث ضروری ہے، اس کے اندرونی گند کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ درحقیقت قادیانیت کا وہ اصل چہرہ ہے جہاں مقدس اصطلاحات کو غلیظ پیرائے میں ڈھال کر دین اسلام کے خلاف ایک خاموش جنگ لڑی گئی، تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں اپنی عبادتوں کے حوالے سے پاکیزہ جذبات کے بجائے گھناؤنے خیالات جنم لیں۔

ذکرِ الٰہی اور رنڈی بازی کی تشبیہ

مرزا قادیانی کی قلمی غلاظت جب اپنے عروج پر پہنچتی ہے تو وہ کائنات کی سب سے پاکیزہ حقیقت یعنی ذکرِ الٰہی کو بھی اپنی فحش نگاری کی زد میں لے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر وہ عمل ہے جو دلوں کو اطمینان بخشتا ہے اور روح کو جلا دیتا ہے، لیکن مرزا قادیانی نے اس نورانی عمل کا موازنہ ”رنڈی بازی“ جیسے قبیح اور لعنتی فعل سے کر کے اپنی باطنی سیاہی کا ثبوت دیا ہے۔ اس

نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ جس طرح ایک زانی کو کسی بدکار عورت کے پاس جا کر وہی لذت حاصل ہوتی ہے جو ایک شوہر کو اپنی بیوی سے ملتی ہے، بالکل اسی طرح بت پرستوں، مشرکوں اور اغراضِ دنیا کے لیے خدا کو یاد کرنے والوں کا ذوق وشوق بھی رنڈی بازوں سے مشابہ ہے۔

مرزا قادیانی کی یہ منطق نہ صرف اشتعال انگیز ہے بلکہ صریحاً کفر ہے۔ ذکرِ الٰہی ایک ایسی عبادت ہے جس کا موازنہ کسی بھی گناہ سے کرنا ناممکن ہے، چہ جائیکہ اس کے لیے زنا خانوں اور بازاری عورتوں کی مثالیں دی جائیں۔ مرزا قادیانی نے" ذکرِ الٰہی میں ذوق و شوق" کو" نطفہ" قرار دیا اور پھر اس نطفے کے گرنے اور لذت پانے کو رنڈی بازی کے مشابہ قرار دے کر یہ ثابت کیا کہ اس کے نزدیک پاکیزگی اور ناپاکی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ ایک ایسے شخص کی طرح گفتگو کر رہا ہے جس کی تمام تر فکری پرواز صرف جنسی لذتوں اور بازاری اصطلاحات تک محدود ہو۔

کیا کوئی بھی ذی شعور انسان یہ تصور کر سکتا ہے کہ اللہ کا نام لینے والے کے قلبی سرور کو ایک فاحشہ عورت کے ساتھ منہ کالا کرنے والے کی شیطانی لذت سے تشبیہ دی جائے؟ مرزا قادیانی کا یہ بیانیہ کہ مشرکوں کا خشوع وخضوع رنڈی بازوں سے مشابہ ہے، درحقیقت اللہ کے ذکر کی توہین ہے۔ اگرچہ وہ یہ بات مشرکوں کے تناظر میں کہہ رہا ہے، مگر ایک مقدس عمل یعنی ذکر اور خشوع کو مثال کے طور پر رنڈی بازی کے ساتھ جوڑنا ہی اس کی گندی ذہنیت کی دلیل ہے۔ ایک پاکیزہ زبان والا انسان کسی برائی کو واضح کرنے کے لیے بھی کبھی ایسی غلیظ تشبیہات استعمال نہیں کرتا جو خود عبادت کے تصور کو گدلا کر دیں۔

مرزا قادیانی نے ان الفاظ کے ذریعے درحقیقت قادیانیت کے پیروکاروں کو ایک ایسا چشمہ دیا جس سے وہ ہر روحانی کیفیت کو جنسی عینک سے دیکھنے لگے۔ ذکرِ خداوندی جیسے لطیف موضوع پر رنڈی بازی کی اصطلاح استعمال کرنا مرزا قادیانی کے اس دعوائے تقدس

پر ایک زوردار طمانچہ ہے جو وہ دنیا کے سامنے کرتا تھا۔ اس کی یہ تحریریں بتاتی ہیں کہ اس کے قلم میں زہر اور زبان میں غلاظت بھری ہوئی تھی، جس نے شعائرِ اسلام اور ذکرِ الٰہی کے احترام کو ختم کر کے اسے ایک بازاری کھیل بنا کر پیش کیا۔ یہ اس کی وہ بدترین جسارت ہے جسے تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی اور نہ ہی کوئی غیرت مند مسلمان اسے برداشت کر سکتا ہے۔

روحانیت کی مٹی پلید کرنا

مرزا قادیانی کی تحریروں کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اس نے روحانیت جیسے لطیف اور نورانی تصور کو مادی غلاظتوں کے ڈھیر میں دفن کر دیا ہے۔ روحانیت کا اصل مقصد انسان کے باطن کی صفائی، نفس کی پاکیزگی اور خالق کائنات کے ساتھ ایک ایسا تعلق استوار کرنا ہے جو دنیاوی کثافتوں سے پاک ہو۔ لیکن مرزا قادیانی نے اس بلند پایہ مقام کی مٹی پلید کرتے ہوئے اسے جسمانی امراض، جنسی اخراج اور حیوانی جبلتوں کے ساتھ نتھی کر دیا۔ اس کی تحریریں پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک روحانی دنیا کا کوئی آزاد وجود نہیں، بلکہ وہ انسانی شہوت اور بدکاری کے تجربات کا ایک عکس محض ہے۔

مرزا قادیانی نے روحانیت کے اعلیٰ مدارج کو سمجھانے کے لیے جنسی اعضاء اور فعل مباشرت کی مثالیں دے کر تصوف اور احسان کی پوری تاریخ پر حملہ کیا ہے۔ جہاں اولیاء اللہ اور صوفیائے کرام نے اللہ سے تعلق کو عشقِ حقیقی اور نورِ جان سے تعبیر کیا، وہاں مرزا قادیانی نے اسے نطفہ اور رحم کے مادی تعلق سے تشبیہ دے کر اس کی قدر و قیمت ختم کر دی۔ جب ایک شخص روحانیت کو انزال کی لذت اور رنڈی بازی کے تجربے سے ناپنے لگے، تو وہ درحقیقت روح کی موت کا اعلان کر رہا ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی نے یہی کیا؛ اس نے روحانی کیفیات کو ایک گندے نطفے کی مانند قرار دے کر بندے اور رب کے درمیان حائل تقدس کے پردوں

کو چاک کر دیا۔

اس نے روحانیت کو محض ایک مادی ردِ عمل ثابت کرنے کی کوشش کی، جس میں پاک و ہند کی بازاری زبان اور غلیظ اصطلاحات کا تڑکا لگایا گیا۔ مرزا قادیانی کا یہ طرزِ تحریر کہ روحانی وجود کا اول مرتبہ حالتِ خشوع ہے جو نطفہ کے درجہ پر ہے، اس بات کی دلیل ہے کہ وہ روحانیت کو کسی مقدس آسمانی نظام کے بجائے ایک حیاتیاتی حادثہ سمجھتا تھا۔ اس نے پاکیزہ جذبوں کو مٹی میں ملاتے ہوئے انہیں آتشک اور جذام جیسی بیماریوں کے استعاروں میں جکڑ دیا۔ یہ روحانیت کی وہ توہین ہے جس کی مثال تاریخِ ادیان میں نہیں ملتی۔

مرزا قادیانی کی اس فکر نے روحانیت کو تماشا بنا دیا ہے۔ جب ایک نمازی اپنے رب کے حضور گریہ وزاری کرتا ہے، تو وہ اپنی روح کو پاک کر رہا ہوتا ہے، لیکن مرزا قادیانی اس پاکیزہ آنسو کو بھی ایک غلیظ مادے سے تشبیہ دے کر اس کی توہین کرتا ہے۔ اس نے ثابت کیا کہ اس کا اپنا باطن نورِ الٰہی سے محروم تھا، اسی لیے اسے ہر جگہ اندھیرا اور غلاظت ہی نظر آئی۔ روحانیت کی مٹی پلید کرنے کا یہ سلسلہ مرزا قادیانی کی ہر اس تحریر میں نمایاں ہے جہاں وہ بظاہر دین کی بات کرتا ہے مگر اس کے پیچھے چھپی ہوئی ذہنیت صرف اور صرف فحاشی اور ذہنی پستی کی عکاسی کرتی ہے۔

انزال اور خشوع کی یکسانیت کا دعویٰ

مرزا قادیانی کی فکری کجی جب اپنی حدوں کو چھونے لگتی ہے تو وہ انسانی روح کے سب سے نازک اور مقدس احساس یعنی خشوع کو براہِ راست انسانی جسم کے ایک حیوانی فعل انزال کے برابر لا کھڑا کرتا ہے۔ نماز کی وہ حالت جس میں بندہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر اپنے خالق کی عظمت میں کھو جاتا ہے، مرزا قادیانی کے نزدیک اس کی حقیقت ایک جنسی انزال سے زیادہ کچھ نہیں۔ اس نے نہایت بے شرمی سے یہ دعویٰ کیا ہے کہ نماز میں جو ذوق

وشوق یا لذت محسوس ہوتی ہے، وہ بالکل ویسی ہی ہے جیسے ایک نطفہ انزال کی صورت پکڑ کر اندامِ نہانی میں گرتا ہے۔

مرزا قادیانی کا یہ موازنہ صرف ایک تشبیہ نہیں بلکہ ایک غلیظ عقیدہ ہے جس کے ذریعے اس نے روحانیت کے مابعد الطبیعیاتی تصور کو مادی شہوت رانی کے برابر کر دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ جس طرح انزال کا وقت جسمانی عالم میں کمال لذت کا وقت ہوتا ہے، اسی طرح روحانی ذوق وشوق (خشوع) بھی وہی کیفیت ہے۔ اس نے خشوع کو محض ایک حیاتیاتی لذت قرار دے کر اس کے اس تقدس کو پامال کر دیا جو اسے دیگر تمام انسانی کیفیات سے ممتاز کرتا ہے۔ ایک طرف مومن کی نماز ہے جو اسے فحاشی سے روکتی ہے، اور دوسری طرف مرزا قادیانی کا یہ فلسفہ ہے جو نماز کی روح کو ہی فحش مثالوں میں جکڑ رہا ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی اس یکسانیت کو ثابت کرنے کے لیے جس طرح کے طبی اور جنسی استدلال پیش کرتا ہے، وہ کسی مذہبی رہنما کے بجائے ایک بیمار ذہن کے عکاس ہیں۔ اس کا یہ کہنا کہ قطرۂ منی کا اندر گرنا اس بات کو مستلزم نہیں کہ رحم سے تعلق ہو جائے، اسی طرح خشوع اس بات کی دلیل نہیں کہ خدا سے تعلق ہو جائے، درحقیقت اللہ کے حضور کی جانے والی گریہ وزاری اور عاجزی کی بدترین تذلیل ہے۔ اس نے نماز کے سوز وگداز کو ایک لایعنی جسمانی اخراج کے درجے پر گرا دیا، جس کی حیثیت اس کے نزدیک ایک شہوت پرست کے عارضی سکون سے زیادہ نہیں۔

مرزا قادیانی کی یہ تحریریں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ وہ قادیانیت کی بنیاد ہی اس تمسخر اور کفر پر رکھ رہا تھا جس کا مقصد اسلامی عبادات کے وقار کو ختم کرنا تھا۔ جب ایک پیروکار اپنے پیشوا کی زبان سے نماز اور انزال کی یکسانیت کا قصہ سنے گا، تو اس کے ذہن میں سجدے کی تڑپ کے بجائے صرف غلیظ جنسی تصورات ہی جنم لیں گے۔ مرزا قادیانی نے اس

دعوے کے ذریعے ثابت کیا کہ وہ روحانیت کی ابجد سے بھی واقف نہ تھا، کیونکہ روح کی لذت پاکیزگی میں ہے جبکہ مرزا کا قلم صرف غلاظت کے کنویں سے ہی اپنی پیاس بجھاتا تھا۔ یہ موازنہ ایک ایسا داغ ہے جو قادیانیت کے ماتھے پر ہمیشہ رہے گا اور ان کی نام نہاد روحانیت کا پول کھولتا رہے گا۔

مشرکوں کے لیے بازاری زبان کا استعمال

مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں نہ صرف اپنے دعووں کی بنیاد رکھی بلکہ مخالفین اور دیگر مذاہب کے ماننے والوں کی تردید کے لیے ایسی بازاری اور اخلاق باختہ زبان استعمال کی ہے جو کسی بھی تہذیب یافتہ معاشرے میں ناپسندیدہ سمجھی جاتی ہے۔ خاص طور پر جب وہ مشرکوں یا مخلوق پرستوں کے خشوع وخضوع کا تذکرہ کرتا ہے تو اس کے قلم کی تلخی اور گندگی تمام حدیں پار کر جاتی ہے۔ مرزا قادیانی نے مشرکین کے دلوں میں پیدا ہونے والی رقت اور سوز کو بیان کرنے کے لیے رنڈی بازوں اور حرام کاری جیسے الفاظ کا سہارا لے کر یہ ثابت کیا کہ اس کے پاس دلائل کی جگہ صرف مغلظات اور گالیاں ہی موجود تھیں۔

مرزا قادیانی کا یہ بیانیہ کہ مشرکوں کا ذوق اور شوق رنڈی بازوں سے مشابہ ہے، اس کی ذہنی پستی کا وہ مقام ہے جہاں وہ حق اور باطل کے فرق کو واضح کرنے کے بجائے غلیظ گالیوں کا سہارا لینے لگتا ہے۔ اسلام نے اگرچہ شرک کی سختی سے تردید کی ہے اور اسے ظلمِ عظیم قرار دیا ہے، لیکن قرآن وسنت کی تعلیمات میں کہیں بھی مشرکین کی تردید کے لیے رنڈی بازی یا زنا کاری جیسے فحش الفاظ کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی۔ اس کے برعکس، مرزا قادیانی نے ان کے مذہبی جذبات کو کچلنے کے لیے ان کی قلبی کیفیات کا موازنہ ان بدکاروں سے کیا جو طوائفوں کے اڈوں پر اپنی شہوت پوری کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی یہ بدتمیزی صرف ایک گروہ تک محدود نہیں، بلکہ یہ اس کے اس عمومی

رویے کا حصہ ہے جس کے تحت وہ ہر اس شخص کو غلیظ القاب سے نوازتا تھا جو اس کی نبوت کا انکار کرے۔ مشرکین کے خشوع کو حرام کار عورتوں کے اندامِ نہانی میں گرنے والے نطفے سے تشبیہ دینا اس کی وہ گھناؤنی حرکت ہے جسے سن کر ایک عام انسان کا ضمیر بھی لرز اٹھتا ہے۔ کیا ایک مبلغِ اسلام کی زبان اتنی گندی ہو سکتی ہے کہ وہ کسی کے باطل نظریے کو غلط ثابت کرنے کے لیے زنا اور جنسی غلاظت کی مثالیں دے؟ یہ اندازِ بیان کسی الہامی شخصیت کا نہیں بلکہ ایک ایسے غصہ ور اور کینہ پرور انسان کا ہے جو گالیوں کو ہی اپنی طاقت سمجھتا ہو۔

مرزا قادیانی نے اس بازاری زبان کے ذریعے درحقیقت مذہبی مکالمے کے تقدس کو پامال کیا۔ اس نے ثابت کیا کہ اس کے نزدیک دعوت و تبلیغ کا مطلب کسی کو دلیل سے قائل کرنا نہیں بلکہ اسے غلیظ مثالوں کے ذریعے ذلیل کرنا ہے۔ مشرکوں کے لیے رنڈی بازوں کی اصطلاح استعمال کر کے اس نے یہ باور کرایا کہ اس کی سوچ کا دائرہ کار صرف جنسی انحرافات اور بازاری قصوں تک ہی محدود تھا۔ یہ طرزِ تحریر قادیانیت کے اس چہرے کو بے نقاب کرتا ہے جو بظاہر امن اور محبت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اس کے بانی کے قلم سے نکلنے والے الفاظ صرف نفرت، فحاشی اور غلاظت ہی اگلتے ہیں۔

بے برکت اور گندے نطفہ کی بحث

مرزا قادیانی کی تحریروں میں ایک عجیب و غریب اور گھناؤنا رجحان یہ ملتا ہے کہ وہ انسانی وجود کے آغاز یعنی نطفہ کو، جسے قدرت نے بقائے نسل کا ذریعہ بنایا ہے، انتہائی تحقیر آمیز اور غلیظ پیرائے میں استعمال کرتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی بحث میں نطفہ کو محض ایک مادی شے کے طور پر نہیں بلکہ ایک ایسی گندی مثال کے طور پر پیش کیا ہے جس سے وہ روحانیت کی نفی کرنا چاہتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ بعض نطفے ایسے ہوتے ہیں جو آتشک کی بیماری یا جذام کے عارضہ سے جل جاتے ہیں اور اس قابل نہیں رہتے کہ رحم سے تعلق پیدا کر سکیں۔ اس

مادی اور طبی غلاظت کو وہ عین اسی جگہ فٹ کرتا ہے جہاں ایک نمازی کا اپنے رب سے تعلق زیرِ بحث ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کی یہ بحث کہ خشوع اس گندے نطفہ کی طرح ہے جسے رحم سے تعلق نہیں ہو سکتا، درحقیقت انسانی جذبات اور عبادت کی مکمل تذلیل ہے۔ وہ یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ جس طرح ایک بیمار اور گندہ نطفہ ضائع ہو جاتا ہے اور اس سے حمل قرار نہیں پاتا، اسی طرح وہ نماز جس میں اسے (مرزا کو) کوئی نقص نظر آئے، وہ بھی ایک گندے نطفے کی مانند ضائع ہو جاتی ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ اندازِ تکلم کہ وہ روحانیت کو سمجھانے کے لیے بار بار منی کے قطروں، آتشک (Syphilis) اور جذام (Leprosy) جیسی بیماریوں کا ذکر کرتا ہے، اس کی پراگندہ خیالی اور پست ذہنی سطح کو واضع کرتا ہے۔

ایک طرف تو وہ اپنی تحریر میں رحیم خدا کا نام لیتا ہے اور دوسری طرف اسی سانس میں گندے نطفے کی بحث چھیڑ کر قارئین کے ذہنوں کو غلاظت کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ کیا ایک سچے الہامی پیشوا کی زبان ایسی ہونی چاہیے کہ وہ اللہ کی رحمت اور بندے کی عبادت کو بیان کرنے کے لیے جلی ہوئی منی اور امراضِ خبیثہ کے استعارے استعمال کرے؟ مرزا قادیانی نے اس بحث کے ذریعے ثابت کیا کہ اس کا تخیل کتنا بیمار تھا کہ اسے پاکیزہ ترین روحانی کیفیات میں بھی صرف اور صرف جسمانی غلاظت اور جنسی بیماریاں ہی نظر آتی تھیں۔

مرزا قادیانی کا یہ فلسفہ کہ تمام فضیلت نطفہ کی رحم سے تعلق پیدا کرنے میں ہے، درحقیقت انسان کو ایک حیوان کی سطح پر لانے کی کوشش ہے۔ اس نے روحانی وجود کے پہلے مرتبے یعنی خشوع کو نطفے کی اس حالت سے مشابہت دی جو اندامِ نہانی کے اندر گر کر ضائع ہو جاتی ہے۔ یہ بحث نہ صرف علمی اعتبار سے لغو ہے بلکہ اخلاقی طور پر بھی انتہائی گری ہوئی ہے۔ مرزا قادیانی نے نطفہ کے گرد جو یہ پوری بحث بنی ہے، اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اسلامی

عبادات کے حقیقی وقار کو مٹا کر اسے ایک ایسا مادی اور جنسی عمل بنا دیا جائے جس کی مثالیں صرف طبِ یونانی کے پرانے اور غیر مستند رسالوں یا بازاری کتابوں میں ملتی ہیں۔اس کی یہ تحریریں بتاتی ہیں کہ وہ روحانیت کی بلندیوں سے نا آشنا تھا اور اس کا قلم ہمیشہ غلاظت کے جوہڑوں میں ہی غرق رہا۔

مغلظات پر مبنی نام نہاد تصوف

مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں تصوف اور معرفتِ الٰہی کا جو ڈھونگ رچایا ہے، اس کی بنیاد روحانیت کے بجائے مغلظات اور فحش نگاری پر رکھی گئی ہے۔تصوف کی تاریخ جنید بغدادی، شبلی اور رومی جیسے پاکباز نفوس کے تذکروں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے انسانی روح کو لطیف استعاروں اور پاکیزہ محبت کے ذریعے رب سے جوڑا، لیکن مرزا قادیانی کا نام نہاد تصوف غلیظ جنسی مثالوں، انزال کے تذکروں اور بازاری عورتوں کی تشبیہات سے عبارت ہے۔اس نے تصوف کے پردے میں ایک ایسی ذہنی پراگندگی کو فروغ دیا جو انسانی اخلاق کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ ہے۔

مرزا قادیانی کی اس تحریر میں جسے وہ معرفت کا نکتہ بنا کر پیش کر رہا ہے، درحقیقت روحانیت کا جنازہ نکال دیا گیا ہے۔وہ خشوع، خضوع اور اللہ سے تعلق جیسے صوفیانہ مقامات کو بیان کرنے کے لیے جس طرح کے مغلظات (یعنی غلیظ کلام) کا سہارا لیتا ہے، وہ اس کے باطنی فساد کی گواہی دیتے ہیں۔ایک طرف وہ فنافی اللہ کی باتیں کرتا ہے اور دوسری طرف اس فنا کی مثال رنڈی بازی اور نطفہ بازی سے دیتا ہے۔کیا یہ تصوف ہے یا شہوت پرستی؟ مرزا قادیانی نے اللہ کی محبت کے پاکیزہ تصور کو حیوانی جبلتوں کے ساتھ ملا کر ایک ایسا نام نہاد تصوف ایجاد کیا جو صرف اس کے بیمار اعصاب کی تسکین کا ذریعہ تھا۔

اس نے روحانی تعلق کو سمجھانے کے لیے اندامِ نہانی اور منی کے قطروں کی جو بحث

چھیڑی ہے، وہ صوفیانہ اصطلاحات کی بدترین توہین ہے۔حقیقی تصوف تو انسان کو مادیت کے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے، مگر مرزا قادیانی کا قلم پڑھنے والے کو سجدہ گاہوں سے اٹھا کر زنا خانوں اور غلیظ بستروں کی مثالوں میں لا کھڑا کرتا ہے۔اس نے ثابت کیا کہ اس کے نزدیک تصوف کوئی آسمانی علم نہیں بلکہ ایک ایسا گھناؤنا کھیل ہے جس میں مقدس لفظوں کو ناپاک معانی پہنائے جاتے ہیں۔مرزا قادیانی کا یہ طرزِ عمل بتاتا ہے کہ وہ روحانیت کے نام پر محض ایک جنسی جنون کی ترویج کر رہا تھا، تاکہ دین کے نام پر فحاشی کو سندِ جواز عطا کی جاسکے۔

مرزا قادیانی کے اس نام نہاد تصوف نے ثابت کر دیا کہ اس کا باطن نورِ حق سے خالی تھا، کیونکہ جس کے دل میں رب کی عظمت ہو وہ اس کی یاد کا موازنہ کبھی کسی رنڈی کے ساتھ زنا کرنے سے نہیں کرسکتا۔ یہ وہ مغلظات ہیں جنہیں قادیانی جماعت حکمت اور معرفت کا نام دے کر چھپاتی پھرتی ہے، حالانکہ یہ انسانیت اور مذہب کے خلاف ایک کھلا جرم ہے۔مرزا قادیانی نے ان تحریروں کے ذریعے روحانیت کی وہ مٹی پلید کی ہے کہ رہتی دنیا تک اسے ایک کذاب اور بدتہذیب شخص کے طور پر یاد رکھا جائے گا جس نے عبادت کے تقدس کو اپنی گندی زبان سے آلودہ کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ یہ مغلظات پر مبنی تصوف درحقیقت قادیانیت کی جڑوں میں چھپی ہوئی وہ غلاظت ہے جو ان کے ہر دعوے کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

مرزا قادیانی کی مختصر نماز

خاکسار نے دریافت کیا کہ حضرت صاحب نماز کو لمبا کرتے تھے یا خفیف؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ عموماً خفیف پڑھتے تھے۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 5)

سیرت المہدی کے صفحات پر بکھری ہوئی یہ حقیقت کہ مرزا قادیانی عموماً خفیف یعنی مختصر نماز پڑھا کرتے تھے، ایک ایسا نکاتی پہلو ہے جس پر سنجیدہ غور وفکر کی ضرورت ہے۔ اسلام کی تاریخ میں نماز کا تصور صرف چند فرائض کی ادائیگی کا نام نہیں، بلکہ یہ خالق کائنات کے حضور قربت کا وہ ذریعہ ہے جس میں بندہ اپنے رب سے سرگوشیاں کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سنتِ مبارکہ گواہ ہے کہ آپ ﷺ نماز میں اتنا طویل قیام فرماتے کہ پائے مبارک پر ورم آ جاتا، اور آپ ﷺ کا نماز سے یہ تعلق صرف ایک فرض کی ادائیگی نہیں، بلکہ قرۃ العین (آنکھوں کی ٹھنڈک) کا مقام تھا۔

مرزا قادیانی کے معاملے میں جب ہم اس کا موازنہ کرتے ہیں تو ایک بڑا فکری خلا نظر آتا ہے۔ ایک ایسا شخص جو خود کو نبی، مسیح اور مہدی ہونے کا دعویدار قرار دیتا تھا، اس کے لیے تو نماز کا ہر لمحہ اللہ کے ساتھ ملاقات کا ایک ایسا ذریعہ ہونا چاہیے تھا جس سے وہ کبھی سیر نہ ہوتا۔ اگر کوئی شخص واقعی اللہ سے حقیقی تعلق کا دعویٰ کرتا ہے، تو فطری بات ہے کہ وہ اپنے رب کے حضور زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا پسند کرے گا، نہ کہ نماز کو خفیف اور مختصر رکھنے پر اکتفا کرے۔

یہاں سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیا نماز میں جلدی کرنا اس شخص کے دعوائے کمال کے شایانِ شان تھا؟ اگر مرزا قادیانی کی نماز کا معیار صرف خفیف ہونا ہی تھا، تو یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس کے اندر نماز کی وہ روح اور وہ سوزِ دروں موجود نہ تھا جو ایک عاشقِ الٰہی کو طویل سجدوں پر مجبور کر دیتا ہے۔ نماز کا مختصر ہونا، بسا اوقات اس بے چینی کی عکاسی کرتا ہے جو عبادت سے جلد فارغ ہونے کا تقاضا کرتی ہے، جبکہ سچا عاشق تو نماز کے ختم ہونے پر افسوس کرتا ہے کہ کاش یہ لمحہ اور طویل ہوتا۔

اس روایت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی کے یہاں نہ صرف نماز کا ظاہری طریقہ کار نبوی طریقوں سے مختلف تھا بلکہ اس کے اندر موجود خشوع وخضوع بھی اس

معیار کا نہیں تھا جو ایک دعویدارِ نبوت کے لیے لازمی ہونا چاہیے۔ وہ خود کو اسلام کا تجدید کنندہ کہتا تھا، مگر جب اس کی اپنی عبادات کا نقشہ سامنے آتا ہے تو وہ اس سنتِ نبویہ سے میل نہیں کھاتا جس میں طوالت اور سکون کو اصل اہمیت حاصل تھی۔

یہ اعتراف کہ وہ نماز کو خفیف پڑھتے تھے، دراصل ان کے دعووں پر ایک ایسا سوالیہ نشان ہے جو یہ بتاتا ہے کہ جس شخص کے نزدیک نماز محض ایک ہلکی سی ادائیگی کا نام ہو، وہ امتِ مسلمہ کو کس طرح اللہ سے جوڑنے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ حقیقی روحانیت تو نماز میں لذت تلاش کرنے کا نام ہے، اور جہاں لذت ہو وہاں جلدی اور اختصار نہیں، بلکہ طوالت اور استقامت ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی کا نماز کو مختصر رکھنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کی روحانیت میں وہ گہرائی اور وہ تعلق باللہ موجود نہ تھا جس کا وہ ڈھنڈورا پیٹتا تھا۔

مرزا قادیانی کی آخری گھڑی اور نماز سے محرومی

حضرت مسیح موعود نے پوچھا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ غالباً شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی نے عرض کیا کہ حضور ہو گیا ہے۔ آپ نے بستر پر ہی ہاتھ مار کر تم کیا اور لیٹے لیٹے ہی نماز شروع کر دی مگر آپ اسی حالتمیں تھے کہ غشی سی طاری ہو گئی اور نماز کو پورا نہ کر سکے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ صبح کینماز کا وقت ہو گیا ہے عرض کیا گیا حضور ہو گیا ہے آپ نے پھر نیت باندھی مگر مجھے یاد نہیں کہ نماز پوری کر سکے یا نہیں۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 9)

یہ حوالہ مرزا قادیانی کی زندگی کے آخری لمحات کی ایک ایسی تصویر کشی کرتا ہے جو نہایت عبرت ناک ہے۔ ایک شخص جو عمر بھر نبوت اور مسیحیت کے جھوٹے دعوے کرتا رہا، اسے

آخری وقت میں دین اسلام کا بنیادی ستون نماز بھی سکون سے ادا کرنا نصیب نہ ہو سکی۔

مرزا قادیانی کی زندگی کا مطالعہ جہاں فکری گمراہیوں سے بھرا پڑا ہے، وہیں اس کی موت کا منظرنامہ بھی ایک خاص عبرت کا حامل ہے۔ سیرت المہدی کی یہ روایت واضع طور پر بیان کرتی ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنی زندگی کی آخری نمازیں مکمل طور پر ادا کرنے کی توفیق نہ مل سکی۔ وہ شخص جو دنیا کو شریعتِ محمدی کی تجدید کا درس دینے کا دعویدار تھا، قدرت نے اسے آخری وقت میں عبادت کے اس اہم ترین فریضے سے معذور کر دیا۔

روایت کے مطابق مرزا قادیانی نے بستر پر لیٹے لیٹے تیمم کر کے نماز شروع تو کی، مگر ان پر غشی (بے ہوشی) طاری ہوگئی اور وہ اسے پورا نہ کر سکے۔ یہ منظر ایک ایسے شخص کی بے بسی کو ظاہر کرتا ہے جس نے زندگی بھر دین کے نام پر لوگوں کو گمراہ کیا۔ پھر جب دوبارہ ہوش آیا اور صبح کی نماز کا وقت ہوا، تو ایک بار پھر نیت تو باندھی گئی لیکن راوی خود شک میں ہے کہ آیا وہ نماز پوری ہوسکی یا نہیں۔ یہ شک اور محرومی مرزا قادیانی کے انجام پر ایک بہت بڑا سوالیہ نشان کھڑا کرتی ہے۔

اسلامی تعلیمات میں نماز کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ اسے مومن کی معراج کہا گیا ہے، اور اللہ کے برگزیدہ بندے آخری وقت تک ہوش وحواس میں اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی تمنا کرتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کا انجام ایسا تھا کہ اسے نیت باندھنے کے باوجود سجدوں کی توفیق چھین لی گئی۔ غشی کا بار بار طاری ہونا اور نماز کا ادھورا رہ جانا اس بات کی علامت ہے کہ قدرت کو اس شخص کا اپنی بارگاہ میں جھکنا منظور نہ تھا۔

مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں نماز کے حوالے سے جو بیہودہ مثالیں دیں اور جس طرح اس نے تقدسِ عبادت کو پامال کیا، اس کا یہ آخری انجام اسی کا شاخسانہ معلوم ہوتا ہے۔ جس شخص نے نماز کے خشوع کو نطفہ اور انزال جیسی غلیظ چیزوں سے تشبیہ دی، اسے

مرتے دم تک نماز کی وہ حلاوت اور تکمیل نصیب نہ ہوئی جو ایک عام مسلمان کو میسر ہوتی ہے۔ یہ واقعہ صرف ایک طبی کیفیت نہیں بلکہ ایک روحانی سزا معلوم ہوتی ہے کہ جو زبان زندگی بھر کذب بیانی کرتی رہی، اسے آخری وقت میں رب کے کلام کی تلاوت مکمل کرنے کا موقع بھی نہ دیا گیا۔

یہ ادھوری نمازیں اور بار بار کی غشی اس کذب کی گواہی دیتی ہیں جس پر قادیانیت کی عمارت کھڑی ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ انجام اس کے پیروکاروں کے لیے ایک خاموش پیغام ہے کہ جو شخص اپنی آخری نماز تک مکمل نہ کر سکا، وہ کسی کی شفاعت یا نجات کا ضامن کیسے بن سکتا ہے؟ قدرت نے اسے بسترِ مرگ پر ہی اس حقیقت سے آگاہ کر دیا کہ تمہارے دعوے کھوکھلے ہیں اور تمہارا انجام محرومی کے سوا کچھ نہیں۔

کذب کے اندھیرے اور ایمان کی روشنی

اس تحقیقی رسالے میں پیش کیے گئے حقائق اور مرزا قادیانی کی اپنی تحریروں کے اقتباسات یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ قادیانیت کا لبادہ اوڑھنے والا یہ فتنہ درحقیقت دین اسلام کی روح کو مسخ کرنے کی ایک گہری سازش تھی۔ مرزا قادیانی نے جس طرح نماز جیسی مقدس ترین عبادت کو نطفہ، انزال اور رنڈی بازی جیسے غلیظ استعاروں میں جکڑا، وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس کا تعلق کسی بھی طور پر اس پاکیزہ شریعت سے نہیں ہو سکتا جو الصلوٰۃ معراج المؤمنین (نماز مومن کی معراج ہے) کا درس دیتی ہے۔

حاصل مطالعہ:

1. مرزا قادیانی کی سوچ کا مرکز ومحور صرف سفلی اور جنسی ہیجان تھا، اسی لیے اسے کائنات کی ہر پاکیزہ حقیقت کو بیان کرنے کے لیے غلاظت کے ڈھیر سے مثالیں لینی پڑیں۔

2. مرزا قادیانی نے شعائرِ اسلام (نماز، ذکرِ الٰہی، خشوع) کی توہین کر کے یہ ثابت کر دیا

کہ اس کا دعویٰ تجدیدِ دین نہیں بلکہ تخریبِ دین تھا۔

3. جس شخص کو آخری لمحات میں سجدوں کی توفیق نہ ملی اور جس کی موت عبرت کا نشان بنی، وہ انسانیت کا راہبر تو کیا، ایک سادہ مسلمان کے لیے بھی قابلِ تقلید نہیں ہو سکتا۔

اے وہ لوگو! جو مرزا قادیانی کی چکنی چپڑی باتوں اور اس کی نام نہاد روحانیت کے سحر میں گرفتار ہو کر سیدھے راستے سے بھٹک چکے ہو، ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو! کیا ایک سچا نبی یا اللہ کا برگزیدہ بندہ اپنی قوم کو نماز کے آداب سکھاتے ہوئے اندامِ نہانی اور زنا کاروں کی مثالیں دے سکتا ہے؟ کیا وہ زبان جو اللہ کے کلام کے لیے وقف ہو، وہ اتنی بازاری اور فحش ہو سکتی ہے؟

اسلام ایک پاکیزہ دین ہے جو جسم و روح کی طہارت سکھاتا ہے۔ اسلام کی نماز وہ ہے جہاں سبحٰن ربی الاعلیٰ کی صدا انسان کو عرشِ معلیٰ سے جوڑ دیتی ہے، جبکہ مرزا قادیانی کی نماز وہ ہے جو صرف نطفوں اور رحم کے مادی چکروں میں گھومتی رہتی ہے۔

آج بھی وقت ہے کہ تم اس فکری غلامی اور کفر کی دلدل سے نکل کر اس رسولِ عربی ﷺ کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہو جاؤ، جنہوں نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا اور جن کے لائے ہوئے دین نے انسانیت کو گندگی سے نکال کر نور کی راہ دکھائی۔ عقیدۂ ختمِ نبوت کی ٹھنڈی چھاؤں میں آجاؤ، جہاں ہدایت ہے، سکون ہے اور حقیقی نجات ہے۔

حق آگیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے ہی والا تھا۔

مکروہ ہیں اس لئے وہ باوجود اپنے طور کے وجد اور رقص اور اشعار خوانی اور سرود وغیرہ کے رحیم خدا کے تعلق سے سخت بے نصیب ہوتے ہیں اور اُس نطفہ کی طرح ہوتے ہیں جو آتشک کی بیماری یا جذام کے عارضہ سے جل جائے اور اس قابل نہ رہے کہ رحم اس سے تعلق پکڑ سکے پس رحم اور رحیم کا تعلق یا عدم تعلق ایک ہی بنا پر ہے صرف روحانی اور جسمانی عوارض کا فرق ہے۔ اور جیسا کہ نطفہ بعض اپنے ذاتی عوارض کی رُو سے اس لائق نہیں رہتا کہ رحم اس سے تعلق پکڑ سکے اور اس کو اپنی طرف کھینچ سکے ایسا ہی حالت خشوع جو نطفہ کے درجہ پر ہے بعض اپنے عوارض ذاتیہ کی وجہ سے جیسے تکبر اور عُجب اور ریا یا اور کسی قسم کی ضلالت کی وجہ سے یا شرک سے اس لائق نہیں رہتی کہ رحیم خدا اس سے تعلق پکڑ سکے پس نطفہ کی طرح تمام فضیلت روحانی وجود کے اوّل مرتبہ کی جو حالت خشوع ہے رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے جیسا کہ تمام فضیلت نطفہ کی رحم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے پس اگر اس حالت خشوع کو اس رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق نہیں اور نہ حقیقی تعلق پیدا ہوسکتا ہے تو وہ حالت اُس گندے نطفہ کی طرح ہے جس کو رحم کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا نہیں ہوسکتا اور یاد رکھنا چاہیئے کہ نماز اور یاد الٰہی میں جو کبھی انسان کو حالتِ خشوع میسر آتی ہے اور وجد اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے یا لذّت محسوس ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذّت بھی محسوس ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اُس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے بلکہ تعلق کے لئے علیحدہ آثار اور علامات ہیں۔ پس یاد الٰہی میں ذوق شوق جس کو دوسرے لفظوں میں حالتِ خشوع کہتے ہیں نطفہ کی اُس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک صورتِ انزال پکڑ کر اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے اور اِس میں کیا شک ہے کہ وہ جسمانی عالم میں ایک کمال لذّت کا وقت ہوتا ہے لیکن تاہم فقط اُس قطرہ منی کا اندر گرنا اس بات کو مستلزم نہیں

کہ رِحم سے اُس نطفہ کا تعلق بھی ہو جائے اور وہ رحم کی طرف کھینچا جائے۔ پس ایسا ہی روحانی ذوق شوق اور حالتِ خشوع اس بات کو مستلزم نہیں کہ رحیم خدا سے ایسے شخص کا تعلق ہو جائے اور اس کی طرف کھینچا جائے۔ بلکہ جیسا کہ نطفہ کبھی حرامکاری کے طور پر کسی رنڈی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی وہی لذّت نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ۔ پس ایسا ہی بُت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع وخضوع اور حالتِ ذوق اور شوق رنڈی بازوں سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور اُن لوگوں کا جو محض اغراض دنیویہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے جو حرامکار عورتوں کے اندام نہانی میں جا کر باعثِ لذّت ہوتا ہے۔ بہر حال جیسا کہ نطفہ میں تعلق پکڑنے کی استعداد ہے حالتِ خشوع میں بھی تعلق پکڑنے کی استعداد ہے مگر صرف حالتِ خشوع اور رِقّت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی صورت میں جو اس روحانی صورت کے مقابل پر ہی مشاہدہ ظاہر کر رہا ہے اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے اور منی عورت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو اس فعل سے کمال لذّت حاصل ہو تو یہ لذّت اس بات پر دلالت نہیں کرے گی کہ حمل ضرور ہو گیا ہے۔ پس ایسا ہی خشوع اور سوز وگداز کی حالت گو وہ کیسی ہی لذّت اور سرور کے ساتھ ہو خدا سے تعلق پکڑنے کے لئے کوئی لازمی علامت نہیں ہے ☆۔ یعنی کسی شخص میں نماز اور یاد الٰہی کی حالت میں خشوع اور سوز وگداز اور گریہ وزاری پیدا ہونا لازمی طور پر اس بات کو

☆ ابتدائی حالت میں خشوع اور رِقّت کے ساتھ ہر طرح کے لغو کام جمع ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ بچہ میں رونے کی عادت بہت ہوتی ہے اور بات بات میں ڈر جاتا اور خشوع اور انکسار اختیار کرتا ہے مگر با ایں ہمہ بچپن کے زمانہ میں طبعاً انسان بہت سے لغویات میں مبتلا ہوتا ہے اور سب سے پہلے لغو باتوں اور لغو کاموں کی طرف ہی رغبت کرتا ہے اور اکثر لغو حرکات اور لغو طور پر کودنا اور اچھلنا ہی اس کو پسند آتا ہے جس میں بسا اوقات اپنے جسم کو بھی کوئی صدمہ پہنچا دیتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ انسان کی زندگی کی راہ میں فطرتاً پہلے لغویات ہی آتے ہیں اور بغیر اس مرتبہ کے طے کرنے کے دوسرے مرتبہ تک وہ پہنچ ہی نہیں سکتا۔ پس طبعاً پہلا زینہ بلوغ کا بچپن کے لغویات سے پرہیز کرنا ہے سو اس سے ثابت ہے کہ سب سے پہلا تعلق انسانی سرشت کو لغویات سے ہی ہوتا ہے۔ منہ

فریضہ نماز کی ابتدائی سنتیں گھر میں ادا کرتے تھے اور بعد کی سنتیں بھی عموماً گھر میں اور کبھی کبھی مسجد میں پڑھتے تھے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ حضرت صاحب نماز کو لمبا کرتے تھے یا خفیف؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ عموماً خفیف پڑھتے تھے۔

﴿6﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے باغ میں پھر رہے تھے جب آپ سنگترہ کے ایک درخت کے پاس سے گزرے تو میں نے (یعنی والدہ صاحبہ نے) یا کسی اور نے کہا کہ اس وقت تو سنگترہ کو دل چاہتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کیا تم نے سنگترہ لینا ہے؟ والدہ صاحبہ نے یا اس شخص نے کہا کہ ہاں لینا ہے۔ اس پر حضرت صاحب نے اس درخت کی شاخوں پر ہاتھ مارا اور جب آپ کا ہاتھ شاخوں سے الگ ہوا تو آپ کے ہاتھ میں ایک سنگترہ تھا اور آپ نے فرمایا یہ لو۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے دریافت کیا کہ وہ سنگترہ کیسا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا زرد رنگ کا پکا ہوا سنگترہ تھا۔ میں نے پوچھا۔ کیا پھر آپ نے اسے کھایا؟ والدہ صاحبہ نے کہا یہ مجھے یاد نہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ حضرت صاحب نے کس طرح ہاتھ مارا تھا؟ اس پر والدہ صاحبہ نے اس طرح ہاتھ مار کر دکھایا اور کہا کہ جس طرح پھل توڑنے والے کا ہاتھ درخت پر ٹھہرتا ہے اس طرح آپ کا ہاتھ شاخوں پر نہیں ٹھہرا بلکہ آپ نے ہاتھ مارا اور فوراً لوٹا لیا۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ کیا اس وقت سنگترہ کا موسم تھا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں اور وہ درخت بالکل پھل سے خالی تھا۔ خاکسار نے یہ روایت مولوی شیر علی صاحب کے پاس بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں نے یہ روایت حضرت خلیفہ ثانیؓ سے بھی سنی ہے۔ آپ بیان کرتے تھے کہ حضرت صاحب نے میرے کہنے پر ہاتھ مارا اور سنگترہ دیا تھا۔

﴿7﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب میں کسی سفر سے واپس قادیان آ رہا تھا تو میں نے بٹالہ پہنچ کر قادیان کے لئے یکہ کرایہ پر کیا۔ اس یکہ میں ایک ہندو سواری بھی بیٹھنے والی تھی جب ہم سوار ہونے لگے تو وہ ہندو جلدی کر کے اُس طرف چڑھ گیا جو سورج کے رُخ سے دوسری جانب تھی اور مجھے سورج کے سامنے بیٹھنا پڑا۔

کے مخفی اثرات کے ماتحت اپنے اندر سختی اور تکلیف کا پہلو رکھتا ہے۔ چنانچہ منگل کے متعلق حدیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول آتا ہے کہ منگل وہ دن ہے جس میں خدا تعالیٰ نے پتھریلے پہاڑ اور ضرر رساں چیزیں پیدا کی ہیں۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر آیت **خلق الارض فی یومین الخ**)

﴿12﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری بیماری بیمار ہوئے اور آپ کی حالت نازک ہوئی تو میں نے گھبرا کر کہا ''اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے'' اس پر حضرت صاحب نے فرمایا ''یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا'' خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ۲۵ر مئی ۱۹۰۸ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر سے مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آ گئی۔ رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا یا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے اور اِدھر اُدھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعودؑ کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا۔ کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے نہ دیکھی تھی اور میرے دل پر یہی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔ اس وقت آپ بہت کمزور ہو چکے تھے۔ اتنے میں ڈاکٹر نے نبض دیکھی تو ندارد۔ سب سمجھے کہ وفات پا گئے اور یکدم سب پر ایک سناٹا چھا گیا مگر تھوڑی دیر کے بعد نبض میں پھر حرکت پیدا ہوئی مگر حالت بدستور نازک تھی اتنے میں صبح ہوگئی اور حضرت مسیح موعود کی چارپائی کو باہر صحن سے اُٹھا کر اندر کمرے میں لے آئے جب ذرا اچھی روشنی ہوگئی تو حضرت مسیح موعودؑ نے پوچھا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ غالباً شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نے عرض کیا کہ حضور ہو گیا ہے۔ آپ نے بستر پر ہی ہاتھ مار کر تیمّم کیا اور لیٹے لیٹے ہی نماز شروع کر دی مگر آپ اسی حالت میں تھے کہ غشی سی طاری ہوگئی اور نماز کو پورا نہ کر سکے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ صبح کی نماز کا وقت ہو گیا ہے عرض کیا گیا حضور ہو گیا ہے آپ نے پھر نیت باندھی مگر مجھے یاد نہیں کہ نماز پوری کر سکے

ردِ قادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت پر مشتمل مفتی مبشر شاہ کی چند کتب کی فہرست

(کتب کی فہرست)

(1) قادیانی کذاب المعروف السوء والعقاب (امام احمد رضا خان بریلوی) (2) مرزا غلام قادیانی کی بیان کردہ ضعیف احادیث (3) احادیثِ امام مہدی رضی اللہ عنہ (4) ختم نبوت کورس جلد 1، عقیدہ ختم نبوت (5) قادیانی توحید (6) معراجِ جسمانی رد قادیانی رسالہ الاسراء والمعراج۔ قادیانی عقائد کا رد (7) مرزا قادیانی کے دوسو جھوٹ (8) مرزا قادیانی چوہڑہ (9) قادیانی کلمہ (10) مرزا قادیانی اِن ہیرا منڈی (11) مرزا قادیانی کی توہین یسوع مسیح علیہ السلام (12) مرزا قادیانی کی الہامی تجارت (13) قادیانی کنجر خانہ (14) قادیانی عبادات (15) قادیانی عقائد (16) قادیانی معیارِ نبوت (17) جماعتِ احمدیہ (قادیانیوں کے کرتوت) (18) قادیانی جہالتیں (19) ختمِ نبوت پاکٹ بک (رد احمدیہ پاکٹ بک) (20) قادیانی تحریفاتِ قرآن (21) عجائباتِ تذکرہ (22) حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

(رسائل کی فہرست)

(1) مرزا چوہڑہ رسالہ (2) مرزا قادیانی زانی (3) مرزا قادیانی شرابی (4) مرزا قادیانی سدومی (5) مرزا قادیانی ٹھرکی (6) مرزا قادیانی حرامی (7) مرزا قادیانی دیوث (8) مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر الدین زانی ابن زانی (9) مرزا قادیانی کتی دا بچہ (10) مرزا قادیانی مسیح ٹٹی موتر (11) مرزا قادیانی ہیرا منڈی میں (12) مرزا قادیانی لکھی طوائف کے کوٹھے پر (13) مرزا قادیانی کی رنڈی اُستانی (14) مرزا قادیانی کنجریوں کے جھرمٹ میں (15) قادیانی کنجر خانہ اور ندا نصر سکینڈل (16) قادیانی کنجر خانہ ابتدائیہ (17) مرزا قادیانی مسیح گالی باز (18) مرزا قادیانی مسیح بیماری (19) مرزا قادیانی چور (20) مرزا قادیانی مسیح نامرد (21) پیدائش مرزا قادیانی (22) مرزا قادیانی مسیح شاعر (23) مرزا قادیانی مسیح سُوتھن سُنگھ (محمدی بیگم کی شلوار سونگھنے کا واقعہ) (24) مرزا قادیانی کا ابو دارس وسر کنڈہ (25) قادیانی مٹھل خلیفہ (قادیانیوں کا مشت زنی کرنے والا خلیفہ) (26) مرزا قادیانی مسیح عورت (مرزا قادیانی کی عورتوں جیسی حرکات) (27) قادیانی عبادات کی حقیقت (28) قادیانی آذان و نماز (29) قادیانی نماز کا خشوع وخضوع (30) قادیانیوں کا روزہ (31) قادیانی زکوۃ و چندہ (32) قادیانیوں کا حج (33) ختم نبوت اسلامی قاعدہ حصہ اول (34) ختم نبوت اسلامی قاعدہ حصہ دوم (35) عقیدہ ختم نبوت اور قادیانیت (36) عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام اور قادیانیت (37) عقیدہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ اور قادیانیت (38) مرزا قادیانی جعلی امام مہدی (39) مرزا قادیانی جعلی مسیح موعود (40) آیات و احادیث ختم نبوت (41) مقدمہ کتاب جماعت احمدیہ۔

قادیانیوں کے کرتوت (42) قادیانی بچے بازی (43) قادیانیت بندروں سوروں کی جماعت (44) قادیانیوں کے سور مولوی (45) قادیانیت بے حیاء بزدل جماعت (46) قادیانیت کھسروں کی جماعت (47) قادیانیت مرزا کی مقعد کے چمونے (48) قادیانیوں کے دلائل اور نشانات (49) قاضی یار محمد کے کارنامے (50) قادیانیت ذریۃ البغایا یعنی رنڈی کے بچے (51) قادیانیت چوہڑوں کی جماعت